تفسیر نورالعرفان (قسط①)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی (۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں:

''حضور کی روح انور ہر امتی کے گھر میں جلوہ گر ہوتی ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص144)

یہ بدعی نظریہ ہے۔ اسلاف امت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں اور نہ ہی قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ جمال کبریا ہیں اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے، جبکہ اس کی ایک جانب شفاف ہو اور دوسری جانب مسالحہ ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں، دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے، تاکہ مکمل آئینہ ہوں، یہاں (الکہف: ۱۱۰) بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قد جاءکم من اللہ نور میں دوسری جانب کا۔ قل فرما کر اشارۃً بتایا گیا کہ اپنے کو متواضعا بشر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو، دوسروں کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص485)

❀ مزید لکھتے ہیں:

''نبی کو بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کہنے والا یا خدا تعالیٰ ہے یا خود نبی، یا شیطان وکفار۔

اب انہیں بشر کہہ کر پکارنے والا خود سوچ لے کہ وہ کون ہے؟''

(تفسیر نور العرفان، ص760)

نبی کریم ﷺ کو بشر کہہ کر کوئی بھی نہیں پکارتا۔ مفتی صاحب خوامخواہ مسئلہ میں اُلجھاؤ پیدا کر رہے ہیں۔ اسلاف امت میں سے کسی نے بھی نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ جنس بشریت سے ہیں اور نور ہدایت ہیں۔ یہ کہنا کہ آپ آئینہ جمال کبریا ہیں، کفریہ کلمہ ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ﴾ (النّحل : ٧٤)

''اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں مت بیان کرو۔''

نبی کریم ﷺ کو حکم ملا کہ اپنی بشریت کا اقرار و اعلان کیجیے۔ صحابہ کرام بھی آپ کو بشر ہی سمجھتے تھے، بشر کہہ کر پکارتے نہیں، بلکہ اللہ کا رسول یا نبی اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔

قرآن، احادیث اور اجماع امت سے آپ کی بشریت کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر کوئی قرآن و حدیث کے دلائل کی تاویل کیے بغیر نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار کرے، تو وہ بالا جماع کافر ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کو جنس بشریت سے خارج کرنا اور آپ کو جنس نور قرار دینا، کئی آیات، احادیث اور اجماع امت کی مخالفت ہے۔ یہ آپ کا ایسا وصف بیان کرنا ہے، جس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں، یوں یہ جھوٹ قرار پائے گا۔ نبی کریم ﷺ کا جھوٹا وصف بیان کرنا کفر ہے، اسی طرح آپ ﷺ کے لیے ثابت وصف کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ وَصْفَهٗ بِغَيْرِ صِفَتِهٖ تَكْذِيبٌ لَهٗ؛ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ كُلَّ صِفَةٍ أَجْمَعُوا عَلٰى ثُبُوتِهَا لَهٗ يَكُونُ إِنْكَارُهَا كُفْرًا.

''نبی کریم ﷺ کو ایسے وصف سے متصف کرنا، جو آپ کا وصف نہیں ہے، یہ آپ کی تکذیب ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے جس وصف کے ثبوت پر اہل علم کا اجماع ہو، اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔''

(الزّواجر عن اقتراف الکبائر :47/1)

ثابت ہوا کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار کفر ہے، اسی طرح نبی ﷺ کو جنس نور سے قرار دینا بھی کفر ہے۔ نبی کریم ﷺ نورِ ہدایت ہیں، اس کا انکار بھی کفر ہے۔ اہل سنت والجماعت میں سے کسی نے بھی نبی کریم ﷺ کو جنس نور سے قرار نہیں دیا، بلکہ آپ کی بشریت پر تصریحات موجود ہیں۔ یہی قرآن وحدیث سے ثابت عقیدہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار اہل سنت میں سے کسی نے نہیں کیا، بلکہ یہ عقیدہ کسی اور طرف سے مسلمانوں میں داخل ہو گیا ہے۔

یاد رہے کہ ائمہ اہل سنت قرآن واحادیث کے دلائل سے بخوبی واقف تھے، ان کے معانی ومفاہیم کو سب سے بہتر جانتے تھے۔ وہ تمام آیات واحادیث جو بعض احباب نبی کریم ﷺ کے جنس نور سے ہونے پر پیش کرتے ہیں، ائمہ متقدمین کو ان کا بخوبی علم تھا، لیکن اس کے باوجود نبی کریم ﷺ سے بشریت کی نفی نہیں کرتے، اگر ان آیات واحادیث سے نبی کریم ﷺ کا نور ہونا یا بشریت کے لبادہ میں ہونا ثابت ہوتا، تو اسلاف امت ضرور ثابت کرتے۔ ان کا ثابت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن وحدیث سے نبی کریم ﷺ کا جنس نور سے ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود اگر آج کوئی کتاب وسنت

سے نبی کریم ﷺ کا نور ہونا ثابت کرے اور بشریت کا انکار کرے، تو وہ تاویل یا تحریف ہے، حق نہیں۔ نیز وہ زبان حال سے یہ باور کروا رہا ہے کہ اسلاف امت ایسے عقیدہ سے ناواقف رہ گئے، جس پر یہ بعد والا مطلع ہو گیا۔ یہ واضح الحاد ہے۔

ائمہ اہل سنت والجماعت کے اجماعی واتفاقی عقیدہ کے خلاف کوئی دلیل نہیں سنی جائے گی، کیونکہ حق وہی ہے، جسے ائمہ اہل سنت نے اختیار کیا۔ ان کا ہر عقیدہ وعمل کتاب وسنت کے دلائل پر قائم ہے۔

③ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ قرآن کریم، خانہ کعبہ، سنگ اسود، بزرگوں کے مزارات کی کوئی پوجا نہیں کرتا، تعظیم کرتے ہیں، لہٰذا یہ آیت (الحج:۳۰) وہاں چسپاں نہ ہوگی، کیونکہ ان کی تعظیم اس لیے کی جاتی ہے کہ یہ چیزیں شعائر اللہ ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص543)

❀ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ اولیاء اللہ کی قبور کی تعظیم ایسی ہے، جیسے کعبہ معظّمہ کی توقیر اور حجر اسود یا مقام ابراہیم کی تعظیم وتوقیر یا قرآن شریف کا احترام، کیونکہ یہ رب کی طرف نسبت رکھتی ہیں، لہٰذا ان کا احترام کیا جاتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص279)

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس کی تعظیم ہے۔ خانہ کعبہ اور سنگ اسود دونوں مخلوق ہیں، ان کی مشروع تعظیم ہے۔ یہ شعائر اللہ ہیں۔ بزرگوں کے مزارات کو شعائر اللہ قرار دینا اور ان کی تعظیم کا عقیدہ رکھنا غلو ہے۔ بزرگوں کی قبروں پر قبے اور مزار بنانا یہود

ونصاریٰ کا طریقہ ہے، جو روافض کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوا۔لہٰذا مزارات شعائر اللہ تو کجا، ان کی تعمیر معصیت ہے اور انہدام واجب ہے۔

④ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

> ''کفار، حتیٰ کہ فرعونی بھی مانتے تھے کہ نبی حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس ہیں، کہ بوقت مصیبت اپنی مشکل کشائی کے لیے نبی کے پاس آتے تھے، جو ان چیزوں کا انکار کرے، وہ فرعون سے زیادہ جاہل ہے، کیونکہ رب نے فرعون کے اس عمل کو شرک وکفر نہ قرار دیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص786)

سورت زخرف (۴۹۔۵۰) سے یہ استدلال کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام مشکل کشا، حاجت روا یا فریاد رس تھے، باطل استدلال ہے۔ کیونکہ پیغمبر شرک کروانے کے لیے نہیں، بلکہ شرک مٹانے کے لیے آئے تھے۔فرعونیوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہہ کر مخاطب کیا کہ آپ اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کریں۔تو اس سے فرعونیوں کا موسیٰ علیہ السلام کو مشکل کشا کہنا کیسے ثابت ہوا؟ وہ بھی جانتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام مشکل کشا نہیں، بلکہ وہ صرف دعا کی سفارش کرتے ہیں، مشکل کشائی اور حاجت روائی کرنے والا موسیٰ علیہ السلام کا رب ہے۔کسی یہودی یا نصرانی سے موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر جا کر مشکل کشائی کے لیے پکارنا ثابت نہیں۔اس لیے ہم مفتی صاحب کی زبان میں کہہ سکتے ہیں کہ ''جو ان چیزوں کا انکار کرے، وہ فرعون سے زیادہ جاہل ہے۔''

اس پر مستزاد یہ کہ آج یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام جو کہ آسمانوں پر زندہ ہیں، کو مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لیے کیوں نہیں پکارتے؟ پکارنے پر آئیں، تو بے دین، فاسق

وفاجر اور گمراہ صوفیوں کی پکار کرنے لگ جائیں۔

یاد رہے کہ مدد دو طرح کی ہوتی ہے؛ فوق الاسباب اور تحت الاسباب۔ تحت الاسباب مدد اس زندہ شخص سے لی جاسکتی ہے، جو اس پر قدرت رکھتا ہو۔ یہ انسانی ضرورت ہے۔ یہ مدد زندوں سے مانگی جاسکتی ہے، مردوں سے نہیں، کیونکہ مردہ اس پر قادر نہیں۔ جبکہ فوق الاسباب مدد صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کی جاسکتی ہے، اس مدد کے لیے غیر اللہ کی پکار شرک ہے۔ تحت الاسباب مدد کی مثالیں دے کر مخلوق سے فوق الاسباب مدد مانگنے کا جواز پیش کرنا جہالت اور شرک کی ترویج کے سوا کچھ ہے۔

⑤ سورت حج (۴۶) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر حاضری دینی چاہیے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص538)

بزرگوں کی قبروں پر قبے اور آستانے بنانا غیر شرعی اور حرام ہے۔ روافض اور گمراہ صوفیوں کی ایجاد ہے۔ خیر القرون کے مسلمانوں میں ان کا وجود تک نہ تھا، پھر ان پر حاضری کے لیے قرآنی آیات سے استدلال کرنا کیونکر درست ہوگا۔

⑥ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''محمد مصطفیٰ ﷺ کو ما کان وما یکون، بلکہ تمام علوم قرآنیہ عطا فرمائے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص955)

یہ باطل عقیدہ ہے۔ یہی عقیدہ شیعہ اپنے ائمہ معصومین کے بارے میں رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے جو علم عطا کیا گیا، وہ قرآن وسنت کی صورت میں ہے۔ ما کان وما یکون کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

⑦ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس آیت میں ظلم، ظالم، زمان ومکان، کسی قسم کی قید نہیں۔ ہر قسم کا مجرم، ہر زمانے میں، خواہ کسی قسم کا جرم کر کے تمہارے آستانہ پر آجاوے اور ﴿جَاؤُوْكَ﴾ میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے، بلکہ ان کی طرف توجہ کرنا بھی ان کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو جائے، تو زہے نصیب۔''

(نورالعرفان، ص138)

مفتی صاحب نے کلامِ الٰہی کا ایسا مطلب ومعنی بیان کیا ہے، جو سلف صالحین کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔

⑧ سورت بقرہ (۸۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضور کے توسل سے دعائیں مانگنا بڑی پرانی سنت ہے اور ان کے وسیلے کا منکر یہود ونصاریٰ سے بدتر ہے۔ اور حضور کے وسیلے سے پہلے ہی سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص21)

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفتی صاحب خود اہل کتاب کی رَوَش پر چل نکلے ہیں اور اپنے باطل اور فاسد نظریات کے دفاع میں قرآن مجید میں تحریفِ معنوی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں انہوں نے وہ بات کہہ دی ہے جو سلف میں سے کسی نے نہیں کہی۔ اصل بیان یہ تھا کہ اہل کتاب یہودی دو قبیلوں اوس اور خزرج سے لڑتے تھے، اوس اور خزرج اہل کتاب نہیں تھے، یہود کے علم میں تھا کہ عنقریب خاتم النبیین نبی

مبعوث ہونے والے ہیں۔غلبہ اس نبی کا مقدر ہوگا۔اس بنا پر یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف داری ظاہر کرتے ہوئے کہتے کہ ہم اس نبی پر ایمان لائیں گے،اس کی پیروی کریں گے اور اس کی معیت میں مشرکین سے لڑائی کر کے ان پر غلبہ پائیں گے۔لہٰذا ہمیں ان مشرکوں، یعنی اوس اور خزرج پر غلبہ اور فتح عطا کی جائے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور قرآنِ کریم نازل ہوا تو یہودی اپنی بات سے پھر گئے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا۔یوں ان پر پھٹکار پڑی اور وہ کافر بنے۔ مفتی صاحب نے یہاں سے مسئلہ وسیلہ کشید کرلیا ہے،حالاں کہ کسی صحابی کسی تابعی یا کسی ثقہ امام سے اس آیت کریمہ سے ایسا استنباط ثابت نہیں۔مفتی صاحب کی بات غلط ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ صحابہ کرام اور ائمہ عظام میں سے کوئی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے وسیلے کا قائل نہیں تھا۔درحقیقت اسلافِ امت ہی قرآن وحدیث کے مطالب ومفاہیم سے بخوبی واقف تھے۔

(۹) سورت بقرہ (۱۱۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''بغیر وسیلہ پیغمبر،رب تک پہنچنے کی خواہش کرنا کفار کا کام ہے۔جب رب ہم تک بغیر وسیلہ نبی نہیں پہنچتا،حالانکہ وہ غنی ہے تو ہم اس تک بغیر وسیلہ کیسے پہنچیں،حالانکہ ہم محتاج ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان،ص27)

مفتی صاحب کا کوئی معتقد ہی بتائے کہ قرآنِ کریم کی اس آیت سے وہ کون سا وسیلہ ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ بات ہو رہی ہے دُعا میں کسی کی ذات کا وسیلہ دینے کی،جہاں تک دین اور شریعت کا تعلق ہے،تو وہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی ہی کے ذریعہ دیا ہے،لیکن اسی

شریعت میں ہماری ساری عبادات کے مفصل طریقے بیان کر دیئے ہیں۔ دُعا ایک عبادت بلکہ عبادات کا مغز ہے۔ کیا قرآن وسنت سے دُعا والی عبادت میں کسی کی ذات کے وسیلے کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر دُعا میں کسی کی ذات کو بطور وسیلہ ذکر کرنے کا اسلام میں کہیں نام ونشان ملتا ہوتا تو مفتی صاحب کو اتنا تکلف نہ کرنا پڑتا۔ اسلافِ امت صحابہ وتابعین اور ائمہ دین میں سے کسی نے اس آیت سے وسیلہ بالذات کا استنباط نہیں کیا، نہ اسلاف میں سے کوئی اس کا قائل رہا۔ حیرانی تو اس پر ہے کہ جو لوگ قرآن وسنت کے مطلب ومفہوم کو سمجھ نہ پانے کا بہانہ کر کے اتباعِ رسول چھوڑ دیتے ہیں اور تقلید شخصی کا نظریہ اپنا لیتے ہیں، وہی لوگ مجتہد بن کر اپنی خرافات ثابت کرنے کے لیے قرآن وسنت کے نئے نئے مفاہیم کا استنباط کرتے ہیں!

اسی بے اصولی نے مفتی صاحب کے رویے میں تشدد پیدا کر دیا ہے، انہی کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

> ''معلوم ہوا کہ نبی کے توسل کا فرعون بھی قائل تھا۔ جو اس وسیلہ کا منکر ہے، وہ فرعون سے زیادہ گمراہ ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص264)

اس کو کیا نام دیں کہ مفتی صاحب ایک ہی کتاب میں کسی جگہ لکھتے ہیں کہ پیغمبر کا وسیلہ نہ لینا کافروں کا کام ہے (مفتی صاحب کی گزشتہ عبارت اس بارے میں صریح ہے) اور اسی کتاب میں دوسری جگہ یہ فرما رہے ہیں کہ کافروں کا سردار فرعون نبی کے وسیلے کا قائل تھا۔ ایک ہی بات درست ہو سکتی ہے۔ اگر کفار نبی کے وسیلے کے منکر تھے، تو مفتی صاحب کے نزدیک فرعون کافر نہ رہا اور اگر فرعون کافر ہے، تو معلوم ہوا کہ نبی کی ذات کا وسیلہ پکڑنا کفار کا کام ہے۔

⑩ مفتی صاحب سورت آلِ عمران (۱۹۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''دوسرے یہ کہ اپنے ایمان کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہیے۔ جب اپنے ایمان کا وسیلہ بنانا درست ہے، تو نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پکڑنا بھی بالکل صحیح ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص119)

ایمان تو عمل کا نام ہے۔ اپنے اعمال کے وسیلہ سے دُعا کرنا نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں مشروع اور جائز ہے۔ ایمان کو نبی اکرم ﷺ کی ذات پر قیاس کرنا مفتی صاحب کا غلط قیاس ہے۔ عبادات اسی طرح بجالائی جائیں گی، جس طرح شریعت نے رہنمائی فرمائی ہے۔ اپنی رائے اور عقل سے عبادات کے نئے نئے طریقے گھڑنا تو بدعت ہے۔ عبادت کا ایسا طریقہ جو شریعت نے نہیں بتایا، بدعت ہی کہلائے گا۔ پھر اگر ایمان کے وسیلہ کی طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہوتا، تو صحابہ کرام اور ائمہ دین ضرور ایسا کرتے۔ سچا دین صحابہ کرام اور ائمہ دین ہی کا تھا۔

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور ہر جگہ سے ہمارے سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص143)

بے دلیل موَقف ہے۔

⑫ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''بہتر جگہ حضور کا جسم اطہر اور قبر انور ہے، جو جنت بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص953)

بے شک نبی کریم ﷺ افضل الخلق ہیں، مگر مفتی صاحب کی طرح جنت اور عرش اعظم

سے تقابل کرنا اہل سنت کا طریقہ نہیں۔

⑬ سورت ابراہیم (۲۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے، خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا، وہ بڑا موحد ہے، ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیہ نہ کیا، کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بُو آتی تھی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص411)

مفتی صاحب کے مطابق جو شرک کرائے مگر خود شرک نہ کرے، وہ ''بڑا موحد'' ہوتا ہے، جیسا کہ شیطان۔ یہ مفتی صاحب کی توحید ہے۔ شیطان کے بارے میں بھی مبالغہ آمیزی سے نہیں بچ سکے۔

شیطان کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ اسے اس عمل میں شرک کی بو آتی تھی، بلکہ اس نے تکبر کی وجہ سے ایسا کیا۔ جیسا کہ قرآن نے مختلف مقامات پر اس بات کو واضح کیا۔ پھر یہ توحید کیسی، جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے سے انکار کر دیا؟

⑭ سورت طلاق (۱۰) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ حضور ذکر اللہ ہیں۔ اور ذکر اللہ سے بے چین دل چین پاتے ہیں، قرآن گواہ ہے، لہٰذا حضور دلوں کا چین ہیں: أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ...... حضور کا نام شریف ذکر اللہ بھی ہے۔ ...... حضور ذکر اللہ، نور اللہ سب کچھ ہیں۔ حضور کے جسم اطہر کی پیدائش مکہ معظّمہ میں ہوئی، روح اطہر لا مکان سے اتری، اس لیے أَنْزَلَ فرمایا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص893)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ ذکر اور نصیحت کرنے والے ہیں اور مومنوں کے دلوں کا چین ہیں۔مگر مفتی صاحب نے قرآن مقدس کی اس آیت کا جو معنی کیا، وہ تحریف اور غلو ہے۔مثلاً نبی کریم ﷺ کو ذکر اللہ اور نور اللہ کہا۔ نیز یہ بھی کہا کہ نبی کریم ﷺ کا ایک نام ذکر اللہ ہے۔جس پر کوئی دلیل نہیں۔

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے قرب میں مسجد بنانی بہتر ہے کہ وہاں نماز زیادہ قبول ہوتی ہے۔...... یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات اور ان کے مقامات کی زیارت کرنی مسلمانوں کا بہت پرانا طریقہ ہے۔اُن لوگوں نے مسجد یا قبہ بنانے کی تجویز اس لیے کی تھی کہ زائرین کو آسانی ہو۔''

(تفسیر نور العرفان،ص471)

یہ بے دلیل بات ہے کہ صالحین کے قریب مسجد میں نماز زیادہ قبول ہوتی ہے۔قبر کے قریب مسجد قبر پر ہی متصور ہوتی ہے۔قبروں پر مسجدیں بنانا منع ہے۔

اس سے قطع نظر کہ اصحاب کہف کی غار پر قبر بنانے والے لوگ مسلمان تھے یا مشرک، ان کے مسجد بنانے کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَكْرِمُوْا إِخْوَانَكُمْ قَالَ : فَنَظَرُوْا فِي أَمْرِهِمْ فَقَالُوا : ﴿لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا﴾(الكهف : ٢١) فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُم وَيدْعُوْنَ لَهُمْ .

''(ان لوگوں نے کہا) اپنے بھائیوں کی عزت کرو۔انہوں نے غور وفکر کے بعد کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔پھر وہ ان پر نماز جنازہ پڑھنے لگے، ان

کے لیے استغفار کرنے لگے اور ان کے حق میں دعا مانگنے لگے۔''

(تغلیق التّعلیق لابن حجر : 246/4، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''صحیح'' کہا ہے۔

بس بات اتنی تھی، اس سے قبروں پر بڑے بڑے قبوں کا جواز کیسے؟

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص205)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''عالم اجسام میں سب انسانوں کو آدم علیہ السلام سے اور حقیقتاً سارے عالم کو نور محمدی سے بنایا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص732)

اس روایت کو علما بے اصل قرار دیتے ہیں۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

لَيْسَ لَهٗ إِسْنَادٌ يُّعْتَمَدُ عَلَيْهِ .

''اس کی کوئی سند نہیں، جس پر اعتماد کیا جا سکے۔''

(الحاوي للفتاوي :325/1)

❁ نیز لکھتے ہیں:

قُلْتُ : حَدِيثُ الْعَقْلِ مَوْضُوعٌ، وَالثَّلَاثَةُ الْأُخَرُ لَمْ تَرِدْ بِهٰذَا اللَّفْظِ فَاسْتَغْنٰى عَنِ التَّأْوِيلِ .

''میں کہتا ہوں کہ حدیث عقل تو موضوع ہے اور دوسری تین احادیث (جن میں أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي بھی ہے) ان الفاظ کے ساتھ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں، تو تاویل کی ضرورت کہاں رہی۔''

(قوت المُغتذي على جامع التّرمذي :516/1)

جب روایت ہی جھوٹی ہے، تو اس پر استوار ہونے والا عقیدہ کیونکر جھوٹا نہیں ہوگا؟

⑰ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صوفیا فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں سب سے پہلے حضور عابد، حضور ولادت شریف سے پہلے بھی عالم ارواح میں عابد تھے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص734)

یہ غلو پر مبنی بے دلیل عقیدہ ہے۔ گمراہ صوفیا کی اختراع محض ہے۔

⑱ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور بعد وفات بھی سارے عالم کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہے ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص785)

غلو پر مبنی بے دلیل نظریہ ہے۔ اہل سنت والجماعت اس سے ناواقف ہیں۔

⑲ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات صالحین سنتے ہیں، بلکہ جواب بھی دیتے ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص785)

یہ بے اصل نظریہ قرآن وحدیث کی نصوص کے مخالف ہے۔

⑳ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس لیے آج ہم کلمہ میں کہتے ہیں: محمد اللہ کے رسول ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

اگر حضور زندہ نہ ہوتے، تو کہا جاتا کہ اللہ کے رسول تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص644)

مفتی صاحب کی بودی دلیل پر ہنسی آتی ہے۔ کلمہ میں نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اثبات ہے، جو تا قیامت باقی ہے۔ اس کا زندگی یا وفات سے کیا تعلق؟

(۲۱) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معراج میں رب کی ذات، اس کے جمال کو دیکھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص942)

نبی کریم ﷺ کا معراج حق ہے اور حالت بیداری میں جسمانی طور پر ہوا۔ لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، نہ ہی دنیا میں کوئی اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے۔

(۲۲) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ہاتھ سے مراد قدرت کاملہ ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص710)

اہل سنت والجماعت اللہ تعالیٰ کے لیے حقیقی ہاتھ ثابت کرتے ہیں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔ جبکہ گمراہ تاویل کرتے ہیں۔

(۲۳) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کا عالم پر راج ہے کہ وہ بعطاء الٰہی جو چاہتے ہیں، وہ ہوتا ہے۔ جو چیزیں مخلوق رب کی ہیں، مملوک ان کی۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں کہ اللہ کے شہر میرا ملک ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص727)

یہ صالحین کے حق میں غلو ہے۔ قرآن وحدیث کی نصوص کی روشنی میں یہ باطل نظریہ

ہے۔شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف منسوب قول کہاں ہے؟

۲۴ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ انبیا کرام کو رب دیتا ہے اور وہ حضرات رب کے حکم سے مخلوق میں تقسیم فرماتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس تقسیم میں مختار اور ماذون مطلق ہوتے ہیں۔حضور فرماتے ہیں کہ اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔رب فرماتا ہے:﴿أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾۔''

(تفسیر نور العرفان،ص727)

مفتی صاحب کی ذکر کردہ حدیث صحیح بخاری (۷۱) صحیح مسلم (۱۰۳۷) میں آتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے کتاب العلم اور کتاب الغنائم میں ذکر کیا ہے۔معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے علم نبوت سے نوازتا ہے اور میں اس کی تبلیغ کرتا ہوں۔یا اللہ تعالیٰ مال غنیمت عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کر دیتا ہوں۔یہ تحت الاسباب امداد ہے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مالدار بنا دیا اور اس کا سبب نبی کریم ﷺ بنے۔وہ اس طرح کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے،تو مدینہ تجارت کا مرکز بن گیا،جس سے وہاں کے غریب لوگوں کو مال تجارت میں خاطر خواہ نفع ہوا اور وہ آسودہ حال ہو گئے۔

اس آیت اور حدیث کی بنا پر انبیا کو مختار کل اور ماذون مطلق قرار دینا درست نہیں، کیونکہ مسلمانوں میں کسی نے یہ عقیدہ اختیار نہیں کیا۔

۲۵ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں زیادتی وکمی ہوسکتی ہے،مگر مقدار کی نہیں، بلکہ

کیفیت کی، کیونکہ مقدار جسم میں ہوتی ہے۔"

(تفسیر نور العرفان، ص114)

یہ نظریہ اہل سنت والجماعت کے اجماعی واتفاقی عقیدہ کے منافی ہے۔ وہ مقدار میں کمی بیشی مانتے ہیں۔ نصوص اسی کی تائید کرتی ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀